نتیجۂ تحقیق:

جناب مولانا ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی

# بنوامیہ اور بنو ہاشم کے درمیان ازدواجی رشتے

[صدر اول کا اسلامی معاشرہ انسانی تاریخ کا ایک سنہرا معاشرہ تھا، چشم فلک نے ایسا باکردار، پاکیزہ، اور بلند مقصد معاشرہ نہیں دیکھا، اس کی رعایا بہترین رعایا اور اس کے حکام (خلفاء راشدین) بہترین حکمراں تھے۔

خلفاء اربعہ کے بعد اچانک کوئی بنیادی انقلاب امت کے اندر نہیں آیا، امت وہی تھی، دین وہی تھا اور افراد بھی اکثریت کی تعداد میں وہی تھے۔ ہاں، صحابہ کرام کے دھیرے دھیرے رخصت ہوتے جانے سے بتدریج نسل بدل رہی تھی، اس کی جگہ وہ نسل آرہی تھی جس نے نبوی تربیت بھی نہیں پائی تھی، اور قربانیوں اور آزمائشوں کے ذریعہ ان کا تزکیہ بھی اس طرح نہیں ہوا تھا جیسا کہ سابقین اولین کا ہوا تھا، دوسری طرف حضرت عثمانؓ کے آخری عہد سے امت میں جو نامبارک اختلاف شروع ہوا، جس کا سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد سے ہوتا ہوا پورے عہد بنی امیہ و بنی عباس تک کسی نہ کسی شکل میں جاری ہی رہا، وہ لگاتار حکومتوں اور عوام دونوں کے لیے ایک فتنہ بنا رہا۔

لیکن اس سب کے باوجود تمام اسلامی معاشرہ صدیوں تک بحیثیت مجموعی دنیا کے تمام معاشروں کے لیے ایک منارۂ ہدایت باقی رہا، خاص طور پر قرون ثلاثہ میں جن کے لیے رسول اللہ ﷺ فضیلت کی شہادت دے گئے تھے، امت اپنی ایمانی خصوصیات کے ساتھ زندہ رہی۔

یہی حال حکومتوں اور خلفاء کا رہا ہے، بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفاء میں خلافت راشدہ کے دور کا زہد واتقا اور پاکیزگی اور احتیاط کی (خاص طور پر حضرت معاویہ کے بعد) امید رکھنا فضول ہے، لیکن بہر حال مجموعی طور پر یہ حکومتیں اسلام کی سنہری تاریخ کا ایک حصہ اور اسلام کا ایک کارنامہ ہیں، ان کی کمیاں، غلطیاں مسلم، مگر وہ ان کے خیر کے پہلو سے بہت کم تھیں۔

مگر یہ حکومت و اقتدار وہ چیز ہے جو اپنے ہاتھ سے فتنوں اور آزمائشوں کے بیج خود بوتی ہے۔ اموی و عباسی عہد سیاسی کشمکشوں سے بھرے ملتے ہیں، اور اس چیز نے جہاں نامبارک اختلافات پیدا کیے وہیں سیاسی طالع آزماؤں کے لیے افواہوں کا بازار گرم کرنے اور اپنا کام نکالنے کا موقع بھی فراہم کیا۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان سیاسی اختلافات کے بعد ہی حضرت معاویہؓ خلیفہ بنے، اور یہ ایک حسین منظر ہے کہ سید الامت حضرت حسنؓ کی صلح نے امت کو حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کے سائے میں جمع کیا، مگر بدقسمتی سے حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے بعد کچھ واقعات کے نتیجہ میں ایک مرتبہ پھر اختلافات زندہ ہو گئے، جس کا ایک المناک نتیجہ حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت بھی تھا۔

حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد بھی علویوں اور امویوں کے درمیان سیاسی کشمکشیں قائم ہوتی رہیں، یہ اختلافات یقیناً اسلام اور مسلمانوں کے لیے مضر اور افسوسناک تھے........... مگر جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا تھا کہ اپنی ساری کمیوں کے باوجود اس وقت کا اسلامی معاشرہ ایک نمونے کا معاشرہ تھا، اور ہمارے معاصر معاشروں سے کہیں زیادہ بااصول و باکردار، دینی حمیت و اخوت کے جذبات سے سرشار، ان لگاتار و مسلسل سیاسی کشمکشوں کے درمیان اگرچہ کبھی کبھی فضا میں خون کی سرخی بھی آ جاتی تھی، مگر دینی اخوت و مودت اپنے رشتوں کو ٹوٹنے نہیں دیتی تھی۔

یہ اعلیٰ ظرفی، یہ کشادہ خلقی، اور یہ باہمی ایمانی رشتوں کا پاس بنو ہاشم اور بنی امیہ کے درمیان اس درجہ قائم رہا کہ خلافت اموی کے دوران دونوں کے درمیان اتنے ازدواجی تعلقات قائم ہوئے کہ اس مدت میں کہیں دو خانوادوں میں اتنے ازدواجی رشتے قائم نہیں ہوئے ہوں گے، یہاں تک کہ خود حضرت حسینؓ کی صاحبزادیوں کا اموی صاحبزادگان سے نکاح ہوا۔

یہ دراصل اسلام کا معجزہ تھا، اسلام نے اختلاف کو اپنے حدود میں رکھنے کی، اور ایمانی رشتۂ مودت کو ہر حال میں استوار رکھنے کی جو تعلیم دی ان خانوادوں نے اس کی حیرت انگیز حد تک خوشنما مثال پیش کی ہے۔

مگر برا ہو سیاست کا، یہ ہر ناگفتنی کو کردنی بنا کر دم لیتی ہے۔ بنو امیہ کے خلاف جب عباسیوں نے تحریک چلائی، تو ان کے زیرک دماغ نے اس تحریک کو علویت کا جذبات انگیز چولہ پہنایا، انہوں نے علویوں اور امویوں کے اختلاف کو اپنی تحریک کا عنوان بنانے کے بعد خاص طور پر مشرقی علاقوں کو (جو کوفہ کی چھاؤنی کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے حضرت علی اور ان کی اولاد کے لئے سیاسی حمایت و ہمدردی کی عام فضا رکھتے تھے) بنی امیہ کے خلاف تحریک کا میدان بنایا۔

عباسیوں کے داعی اعظم ابو مسلم خراسانی کی قیادت میں مشرقی مبلغوں نے بنو امیہ کے خلاف پروپیگنڈے کی آگ لگا دی، اور ان کو دشمن اسلام ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہ مفروضہ بھی

گھڑ لیا گیا کہ دراصل دونوں خاندانوں میں ہمیشہ سے عداوت ورقابت رہی ہے، جاہلی زمانہ سے ۔ آج تک یہ دونوں کم ہی محبت ومودت کے سائے تلے یکجا ہوے ہیں۔

یہ مفروضہ کھلے طور پر تاریخی حقائق کے خلاف ہے، اور یہی وجہ ہے کہ عباسی تحریک، کے قیام سے پہلے کسی کی زبان سے اس کا اظہار نہیں ملتا۔ لیکن چونکہ یہی ماوراء النہر کے مشرقی علاقے بعد میں ہمارے علمی مراکز بن گئے تھے جہاں ہماری تاریخ کی تدوین ہوئی، اس لیے اس خیالی مفروضے کو بعد کی تاریخی کتابوں میں جگہ مل گئی، کتب حدیث اگر چہ عام طور پر عہد عباسی میں لکھی گئی ہیں، لیکن وہ چونکہ روایات کا سلسلہ سند محفوظ رکھتی ہیں ۔ یعنی ان کے ماخذ قدیم ہیں، اس لئے قدیم زمانہ کی روایات بہت بڑی حد تک ان میں محفوظ ہوتی ہیں، مذکورہ بالا سبب کی وجہ سے ہی کتب حدیث میں اگر چہ حضرت علی اور حضرات حسنین اور حضرت معاویہؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم کے عہد اختلاف کی بڑی تعداد میں روایات موجود ہیں، مگر وہ یکسر اس مفروضے سے خالی ہیں۔

یہ مفروضہ اور اس قسم کی غلط فہمیاں ہماری تاریخ کے دلکش حسن کو ماند کرتے ہیں، محترم مولانا ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی کی یہ تحریر اور گزشتہ شمارہ میں شائع ہونے والا ان کا مضمون تاریخی حوالوں اور دلیلوں کے ذریعہ یقینی طور پر اس مفروضے کی تغلیط کرتے ہیں، اور ثابت کرتے ہیں کہ عہد جاہلی میں بھی بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان بنو اعمام کا رشتہ قائم تھا، کبھی کبھار کے سیاسی اختلاف نے کبھی نسلی وخاندانی رقابت وعداوت کی شکل ہرگز اختیار نہیں کی تھی، اسلام نے آکر اس رشتہ کو ایمانی بنیادوں پر استوار کر کے مزید تقویت بخشی اور دونوں خاندانوں نے اس سلسلہ میں کشادہ دلی واعلیٰ ظرفی اور ایمانی جذبات وہ نمونہ پیش کیا جو یقیناً اسلام کی تاثیر قلبی کا ایک نمونہ ہے، یہاں تک کہ افسوسناک سیاسی کشمکشوں نے بھی نہیں کہ آپسی رشتوں اور تعلقات کو نہیں توڑا بلکہ نئے رشتے قائم ہونے سے بھی نہیں روکا۔

عہد اسلامی میں بنو امیہ اور بنو ہاشم میں نسلی شرف میں تو کوئی مقابلہ آرائی تھی ہی نہیں، اگر تاریخی مطالعوں میں ان مفروضوں کے ذریعوں بنو ہاشم کی افضلیت ثابت کی جاتی ہے تو یہ بے اصل بات ہے، کیا بنو ہاشم کی بنو امیہ پر افضلیت کے لیے بقول مولانا موصوف یہ بات کافی نہیں کہ اللہ نے محمد بن عبداللہ الہاشمی کو ختم الرسل بنایا، اور ان کی عقیدت وکفش برداری کو ساری دنیا کے لیے سرمایہ سعادت ونجات قرار دیا، و کفی به شرفا، فبذالک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون.

اہل علم اسلامی تاریخ میں فاضل مقالہ نگار کے مقام سے واقف ہیں۔ وہ بلا شبہ برصغیر میں اسلامی تاریخ کے ایک مستند عالم بلکہ اس کے ایک معروف نشان ہیں، یقیناً معاصر تاریخی مطالعے کے حوالے سے ان کا نام ہر مجلس میں ضرور آئے گا۔

اس مسئلہ پر موصوف نے ایک مبسوط مقالہ لکھا تھا جو برہان دہلی کے مئی تا اگست ۸۰ء کے شماروں میں شائع ہوا تھا، مقالہ اس لائق ہے کہ وہ اسلامیات کے طلبہ وعلما کی نظر سے گزرے اس لیے کہ

وہ ایک ایسی غلط فہمی کو دور کرتا ہے جو ہمارے تاریخی شعور اور اسلامی تاریخ کے مطالعے کو گمراہ کن حد تک متاثر کرتی ہے، اس غلط فہمی نے علم وفکر کے بڑے بڑے شہسواروں کو ٹھوکر کھلائی ہے اور ان کے تاریخی تجزیے کو متاثر کیا ہے، ساتھ ہی ہماری تاریخ کی غلط تصویر بھی پیش کی ہے، مقالہ طویل تھا، ایک عزیز طالب علم نے اس کا اختصار کیا ہے......یحییٰ]

بین القبائل شادی کا رواج عربوں میں ہمیشہ سے چلا آرہا ہے، اور ان میں اکثر و بیشتر کفاءت یعنی سماجی برابری کا خیال بھی رکھا جاتا تھا، انساب عرب کی کتابوں میں خاص کر اور سیر و تواریخ میں عام طور پر عربوں کے بین قبائلی ازدواجی تعلقات کا ذکر بڑی کثرت سے ملتا ہے، اگر ان بین قبائلی ازدواجی روابط کا تحقیقی تجزیہ کیا جائے تو عرب معاشرت کا ایک سنہری پہلو سامنے آجائے گا، اسی سلسلہ کی اہم کڑی ہمارا موجودہ مطالعہ ہے، جس میں قریش مکہ کے دو عظیم ترین خاندانوں بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی تعلقات کا مفصل تحقیقی تجزیہ پیش کیا جارہا ہے، یہ مطالعہ اس وجہ سے بڑی اہمیت کا حامل ہوگیا ہے کہ ان دونوں خاندانوں کے درمیان خاندانی یا قبائلی رقابت کی کہانی کی شہرت عام ہے، جس کے تاریخی پس منظر کے بارے میں پہلے لکھا جاچکا ہے، اس مفروضہ خاندانی دشمنی کی دھند میں یہ حقیقت چھپ گئی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے عم زاد خاندان تھے، لہٰذا ان دونوں میں ازدواجی روابط کا قائم ہونا غیر منطقی یا باعث حیرت نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ عرب سماج میں "بنت عم" کو جو رومانی درجہ حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں ملا۔

بہر حال! ہمارے موجودہ مزعومات اور دل پسند رجحانات کے خلاف ان دونوں قریشی خاندانوں میں ازدواجی تعلقات تاریخ اسلام کے ہر دور میں قائم ہوئے، آئندہ صفحات میں ان کی کم و بیش تین سو سالہ تاریخ کا ایک تنقیدی جائزہ ملے گا، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی روابط کا آغاز عہد جاہلیت میں تقریباً چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے ہوا، اور عہد عباسی کے عہد زریں تک یعنی نویں صدی عیسوی کے وسط تک برابر اس کی مثالیں ملتی رہیں، موجودہ مطالعہ میں اس طرح اسلامی معاشرتی تاریخ کے پانچ ادوار (عہد جاہلیت، عہد نبوی، خلافت راشدہ، دولت بنی امیہ اور دولت بنی عباس) میں ان دونوں خاندانوں کے درمیان قائم ہونے والے ازدواجی روابط کی تاریخی تحقیق ہے جو بہت اہم دلچسپ اور فکر انگیز ہے۔

## عہد جاہلیت:

ہاشم بن عبد مناف، (تقریباً ۱۰۲-۱۴۷ قبل ہجری مطابق ۴۸۰-۵۲۴ عیسوی) اور بنو امیہ کے جد امجد عبد شمس (تقریباً ۱۰۵-۱۵۵ ق ھ مطابق ۴۷۲-۵۲۷ء) کے فرزندوں اور دختروں میں کوئی ازدواجی تعلق نہیں ہوا تھا (زبیری، کتاب نسب قریش، مرتبہ لیفی پروفنال، مصر ۱۹۵۳ء ص ۱۵، ۱۷، ۹۷) البتہ بعد کی پیڑھی میں اس کا پہلا ثبوت

ملتا ہے۔

عبدالمطلب کی بڑی صاحبزادی ام حکیم بیضاء کا عقد اموی خاندان کے ایک ممتاز فرد کرز بن ربیعہ سے ہوا تھا (زبیری، ص ۱۸)

عبدالمطلب کی دوسری بیٹی حضرت صفیہ کا پہلا عقد حرب بن امیہ کے بیٹے حارث سے ہوا تھا۔ (ابن سعد الطبقات الکبریٰ بیروت ۱۹۵۸ء ہشتم ص ۴۵)

عبدالمطلب کی تیسری بیٹی امیمہ کا عقد اموی خاندان کے ایک حلیف جحش بن رئاب اسدی سے ہوا تھا، (زبیری ص ۹۱) یہاں یہ امر ملحوظ ہے کہ عرب کے قبائلی سماج میں حلیف اسی خاندان کا رکن شمار ہوتا تھا۔

عبدالمطلب کے ایک صاحبزادے ابولہب کا عقد حرب بن امیہ کی بیٹی ام جمیل سے ہوا تھا (زبیری ص ۸۹)

نبی کریمؐ نے اسلام سے قبل اپنی صاحبزادی حضرت زینب کا عقد حضرت ابو العاص اموی سے کیا (ابن سعد ہشتم ۳۶-۳۰)۔

## عہد نبوی:

نبی کریم کی دوسری بیٹی حضرت رقیہ کا دوسرا عقد حضرت عثمان بن عفان اموی کے ساتھ ہوا (زبیری ص ۲۲) حضرت رقیہ کے انتقال کے بات حضور کی ایک اور بیٹی حضرت ام کلثوم بھی حضرت عثمان کے حبالۂ نکاح میں آئیں (ابن سعد ص ۳۸)۔

خود رسول کریم ﷺ کی ایک شادی حضرت ابوسفیان بن حرب اموی کی صاحب زادی حضرت ام حبیبہ سے ہوئی (طبری دوم ۱۵۴-۱۵۳)۔

بنو ہاشم کے ایک اور فرد حضرت حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے حضرت ابوسفیان کی دوسری دختر حضرت ہند سے عقد کیا تھا (احمد بن یحییٰ بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ قاہرہ ۱۹۵۹ء اول ۴۴۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب ہاشمی کا عقد ولید بن عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی فاطمہ سے ہوا تھا (واقدی، کتاب المغازی، مارسدن جونس، آکسفورڈ ۱۹۶۶ء ص ۹۱۸)۔

حضرت زید بن حارثہ مولی رسول اللہ ﷺ کا نکاح خاندان بنو امیہ کی ایک معزز خاتون حضرت ام کلثوم بنت عتبہ بن ابی معیط اموی سے ہوا (ابن سعد ہشتم ص ۲۳۰)۔

عہد نبوی میں ہاشمی اور اموی خانوادوں کے درمیان ازدواجی روابط کا مزید ذکر ہماری متداول و دستیاب کتب تاریخ و سیر و انساب میں اب تک نہیں مل سکا، لیکن اس سے یہ مطلب نکالنا قطعی غلط ہوگا کہ مذکورہ بالا رشتے ہی

تھے جوان دونوں قریشی خاندانوں کے درمیان قائم ہوئے تھے، اس لئے کہ نہ جانے ایسے کتنے ہی رشتے ہوں گے جو دونوں میں استوار ہوئے ہوں گے لیکن ان کا ہم کو علم نہیں ہو سکا۔

## عہد خلافت راشدہ:

اس عہد میں ان دونوں خاندانوں کے درمیان ازدواجی تعلقات سب سے کم قائم ہوتے نظر آئے ہیں، پورے تیس سالہ عرصہ میں اگرچہ دو چار ازدواجی رشتوں کا پتہ چلتا ہے لیکن عددی اعتبار سے کم ہونے کے باوجود یہ سماجی اور تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، یہ عجیب و غریب دلچسپ حقیقت ہے کہ یہ تمام رشتے حضرت علیؓ کے خاندان کے افراد سے ہوئے تھے۔

حضرت عقیل بن ابی طالب کا ایک عقد ان کی پہلی بیوی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ کی ہم نام پھوپھی فاطمہ بنت عتبہ سے ہوا تھا (ابن سعد چہارم ص ۲۳)

سیدنا حضرت علیؓ نے حضرت ابوالعاص بن ربیع اموی کی ایک صاحبزادی حضرت امامہ (جو حضرت زینب بنت رسول اللہ کے بطن سے تھیں) سے شادی کر لی تھی (زبیری ص ۲۲)۔

حضرت حسینؓ کی ایک شادی حضرت ابوسفیان اموی کی بیٹی حضرت میمونہ کی صاحبزادی آمنہ یا لیلیٰ بنت ابی مرۃ ثقفی سے ہوئی تھی (زبیری ص ۵۷ اور ۱۲۶)۔

## عہد اموی:

بڑی دلچسپ اور فکر انگیز تاریخی حقیقت ہے کہ اس عہد میں (جو کہ ان دونوں خاندانوں کے بعض اہم افراد کے درمیان سخت سیاسی آویزش کا زمانہ تھا) اتنی کثرت اور تیزی سے ان دونوں خاندانوں کے درمیان ازدواجی رشتے استوار ہوئے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئے اور نہ اس کے بعد۔ یہ بات اسی جگہ واضح ہو جاتی ہے کہ سیاسی سطح پر بنو ہاشم اور بنو امیہ کے کچھ افراد میں سیاسی کشمکش ضرور تھی مگر یہ کوئی خاندانی رقابت و کشمکش کا معاملہ نہ تھا۔

اس عہد میں کیونکہ یہ دونوں خاندان کافی پھیل گئے تھے اور بجائے خود قبیلے بن گئے تھے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بنو ہاشم کے الگ الگ خانوادوں سے بنو امیہ کے ازدواجی روابط کا ذکر کیا جائے۔

## حارثی خانوادہ:

حضرت مغیرۃ بن نوفل بن حارث نے حضرت علی کے انتقال کے بعد ان کی ایک اہلیہ حضرت امامہ بنت ابی العاص اموی سے نکاح کیا (بلاذری اول ص ۴۰۰)۔

عبدالرحمان بن عباس بن ربیعہ بن حارث نے زیاد بن ابی سفیان اموی کی بیٹی جویریہ سے شادی کی

(بلاذری چہارم ب ص ۷۵)۔

اسی حارثی خانوادہ کی ایک دختر ام کلثوم بنت محمد بن ربیعہ بن حارث بنو امیہ کے یحییٰ بن حکم بن ابی العاص سے منسوب ہوئی تھیں، (زبیری ص ۱۷۱)۔

## حضرت علی کا خانوادہ (حضرت علی کی اولاد):

حضرت علی کی ایک صاحبزادی رملہ بنت علی کی دوسری شادی معاویہ بن مروان بن حکم ابن عاص اموی سے ہوئی (زبیری ص ۴۵)۔

حضرت علی کی دوسری صاحبزادی خدیجہ کی دوسری شادی بنو امیہ کے خاندان بنو حبیب بن عبد شمس کے ایک اہم فرد ابو السنابل عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے ہوئی تھی (ابن حزم اندلسی، جمہرۃ انساب العرب مرتبہ لیفی بروفنال قاہرہ ۱۹۴۸ ص ۶۸)۔

غالباً بنات علی میں سب سے اہم رشتہ حضرت علی کی ایک گمنام صاحبزادی کا ہوا تھا جو مشہور اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان سے منسوب ہوئی تھیں (طبری ششم ص ۴۲)

## حسنی خانوادہ:

حضرت حسن بن علی کی پوتی ام القاسم بنت حسن بن حسن بن علی کا نکاح حضرت عثمان کے پوتے مروان بن ابان سے ہوا تھا (زبیری ص ۵۳)۔

حضرت حسن کی ایک اور پوتی زینب بنت حسن بن حسن کا نکاح مشہور اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک سے ہوا تھا (ابن سعد پنجم ص ۳۱۹)۔

انہیں زینب بنت حسن ہاشمی نے بعد میں ولید کے چچا معاویہ بن مروان سے شادی کر لی تھی (جمہرہ ۱۰۰، ۸۰)۔

حضرت حسن کے ایک پوتے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا عقد حضرت عثمان کی سگڑ پوتی رقیہ صغریٰ بنت محمد دیباج الأصغر بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوا تھا (بلاذری پنجم ص ۱۱۱)۔

حضرت حسن کی ایک اور پوتی نفیسہ بنت زید بن حسن کی شادی ان کے والد محترم زید ہاشمی نے مشہور اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان سے اسکے عہد خلافت کے دوران کی تھی (زبیری ص ۳۲)۔

حضرت حسن کی ایک پڑپوتی فاطمہ بنت محمد بن حسن بن حسن کی شادی عبدالملک بن مروان کے ایک غیر معروف بیٹے ابوبکر سے ہوئی تھی (زبیری، ص ۵۳)۔

حضرت حسن کی پوتی خدیجہ بنت حسین بن حسن کا عقد اسماعیل بن عبدالملک بن حارث بن حکم بن ابی العاص سے ہوا تھا (جمہرہ ص ۱۰۰)۔

حضرت حسن کی ایک اور پوتی حمادۃ بنت حسن بن حسن کا عقد انہیں اسماعیل سے ہوا تھا (جمہرہ ص ۱۰۰)۔

حضرت حسن کی ایک اور پڑپوتی ام کلثوم بنت حسین بن حسن بن علی کا عقد بعد میں انہیں اسماعیل سے ہوا تھا (زبیری ص ۱۷۱)

اس طرح تاریخ کے آئینے میں ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان حسنی نے بنوامیہ کے مختلف خانوادوں سے ازدواجی روابط قائم کئے تھے، اور یہ روابط ایک طرفہ نہیں دوطرفہ تھے، یعنی حسنی دختران گرامی اموی فرزندوں سے منسوب تھیں، اور اموی صاحبزادیاں حسنی سادات کے ازدواج میں تھیں اگرچہ دونوں کے فیصد و تناسب و توازن میں فرق تھا۔

## حسینی خانوادہ:

حضرت حسینؓ کے صاحبزادوں میں سے کسی کی کوئی بھی شادی بنوامیہ میں نہیں ہوئی البتہ دختران حسین شہید میں سے سب کوئی نہ کوئی شادی اموی خاندان میں ضرور ہوئی۔ اسے اتفاق کہئے ایک دلچسپ تاریخی حقیقت کہ حسینی خانوادہ کی پہلی پیڑھی کے بعض افراد نے امویوں سے رشتۂ ازدواج قائم کرلیا تھا جب کہ حسنی خانوادہ کے بنوامیہ سے تعلقات ازدواجی دوسری پیڑھی سے قائم ہونا شروع ہوئے تھے، اسلامی تاریخ کے سیاسی پس منظر میں خود حضرت حسین کی دختروں کا اس طرح اپنے والد محترم کے سیاسی حریفوں کے خاندان کے افراد سے ایسے نازک سماجی رشتے قائم کرنا بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عثمان شہیدؓ کے بعد کی آویزش اور کربلا کا المیہ عظیم دونوں خاندانوں کی قبائلی رقابت یا جماعتی عصبیت کا المناک نتیجہ نہیں تھا بلکہ یہ افراد کا سیاسی اختلاف تھا جو ان کے اپنے زمانے کے بعض ناخوشگوار تاریخی واقعات کا زائیدہ تھا۔

حضرت حسین کی بڑی صاحبزادی سکینہ نے یکے بعد دیگر چھ مردوں سے شادی کی تھی ان چھ میں سے ایک اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان اموی تھے (زبیری ص ۵۹)۔

اصبغ اموی کے انتقال کے کچھ دنوں بعد سکینہ کی شادی حضرت عثمان کے پوتے زید بن عمرو سے ہوئی تھی (زبیری ص ۵۹)

حضرت حسین کی دوسری صاحب زادی فاطمہ بنت حسین کی شادی حضرت عثمان کے پوتے عبداللہ بن عمرو سے ہوئی تھی (۵۱، ۵۲، ۵۹)۔

حضرت حسین کے ایک پڑپوتے حسن بن حسین بن علی زین العابدین نے سعید بن بن عاص اموی کی

پڑپوتی خلیدہ بنت مروان بن عتبہ سے شادی کی تھی (زبیری ص۴۷)۔

ایک اور پڑپوتے اسحاق بن عبداللہ بن علی زین العابدین نے حضرت عثمان کی پڑپوتی عائشہ بنت عمر بن عاصم سے عقد کیا تھا (زبیری ص۶۰)۔

## علوی خانوادے:

حضرت علیؓ کا خاندان حضرات حسنینؓ کے علاوہ ان کے تین اور فرزندان گرامی سے بھی چلا تھا جو ماں کی طرف سے نہ تو خاندان ہاشمی سے تعلق رکھتے تھے اور نہ ان کی رگوں میں رسول کریم ﷺ کا خون گردش کر رہا تھا اس لئے وہ سب علوی کہلائے، اگرچہ حضرت علیؓ کے ان صاحبزادوں کو حضرات حسنینؓ کی طرح کا وہ مقام حاصل نہیں ہے جو خاندان رسول کو حاصل ہے تاہم ان کا اصلاحسبا نسبا ہاشمی ہونے کی بدولت ایک مقام ہے..... مؤرخین اور ماہرین انساب نے حسنی اور حسینی خانوادوں کے مقابلے میں علوی خاندانوں پر کم توجہ دی ہے اس لئے ان کے بارے میں کم معلومات مل سکیں تاہم جو کچھ مل سکا پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کی پوتی لبابہ بن عبداللہ نے بنو امیہ کے مشہور سعیدی خاندان کے ایک فرد سعید بن عبداللہ بن عمرا بن سعید بن عاص بن امیہ سے شادی کی تھی (زبیری ص۷۶)۔

حضرت علیؓ کے ایک اور صاحبزادے عباس بن الکلابیہ کی ایک پوتی نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس نے بدنام اموی خلیفہ یزید بن معاویہؓ کے ایک پوتے عبداللہ بن خالد سے شادی کی تھی (زبیری ص۷۹)۔

یہ رشتہ حادثہ کربلا کے پس منظر میں تاریخی لحاظ سے بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ وہی عباس بن علی تھے جو اپنے علاتی بھائی حضرت حسین بن علی ہاشمی کے ساتھ کارزار کربلا میں شریک غمگساری تھے، ان کے ساتھ ان کے تین سگے بھائی عثمان، جعفر اور عبداللہ (حضرت علی کے کلابی بیوی سے فرزند) بھی شریک معرکہ جاں نثاری تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب پیاس لگی تو یہی عباس بن علی تھے جو مشکیزہ میں پانی بھر کر لائے تھے، اور حضرت حسین شہید کی پیاس بجھائی تھی، اسی بنا پر عباس کو "السقاء، اور ابوالقربہ" کہا جاتا ہے اور آخر کار حضرت حسین کے قدموں پر عباس اور ان کے تین بھائیوں نے جاں دے دی تھی (زبیری ص۴۳)۔

اس پس منظر میں کیا یہ حیرت انگیز اور اپنی جگہ اہم بات نہیں کہ انہی عباس علوی کے فرزند عبیداللہ علوی نے جو اپنے باپ کے وارث اپنے دو چچا محمد بن الحنفیہ اور عمر بن التغلبیہ کی حیات میں بن گئے تھے (زبیری ص۴۳)۔

اپنی دختر کی شادی اس اموی خلیفہ کے پوتے سے کر دی تھی جس کے عہد میں ان کے باپ اور تین چچا قتل کر دیے گئے تھے۔

مؤرخین اور ماہرین انساب نے حضرت علیؓ کے پانچویں فرزند عمر بن التغلبیہ کے کئی فرزندوں اور صاحبزادیوں کا ذکر ضرور کیا ہے (زبیری ص ۸۰ جمہرہ ص ۶۰) تاہم ان میں سے کسی کی بھی بنی امیہ میں شادی کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

اس مجموعی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ فرزندوں میں سے چار کے گھرانے میں بنو امیہ کے مختلف خاندانوں نے ازدواجی روابط قائم کئے ہیں جن میں عثمانی، سفیانی اور مروانی خانوادے بھی شامل تھے جس کے حسنی، حسینی اور علوی خانوادوں سے ازدواجی روابط بوجوہ خاص بہت اہمیت ہیں۔

## جعفری خانوادہ:

حضرت جعفر طیارؓ کی ایک پوتی ام محمد بنت عبداللہ نے سب سے بدنام خلیفہ یزید بن معاویہ سے شادی کی تھی (زبیری ص ۸۲-۸۲)۔

حضرت جعفر کی ایک اور پوتی ام کلثوم بنت عبداللہ نے عبدالملک اموی اور ولید بن عبدالملک کے مشہور و بدنام والی حجاج بن یوسف سے نکاح کیا تھا (بلاذری پنجم ص ۱۲۰)

انہیں ام کلثوم نے بعد میں ابان بن عثمانؓ سے نکاح کیا تھا (بلاذری پنجم ص ۱۲۰)۔

حضرت جعفرؓ کی تیسری پوتی ام لیہا بنت عبداللہ نے عبدالملک بن مروان سے اس کے عہد خلافت میں شادی کی تھی (ابن قتیبہ، المعارف ص ۲۰۷)۔

حضرت جعفر کی چوتھی پوتی رملہ بنت محمد نے پہلی شادی سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اموی سے کی تھی (کتاب المحبر ص ۴۴۹)۔

انہیں رملہ بنت محمد کی دوسری شادی سفیانی گھرانے کے ایک فرد ابوالقاسم بن ولید بن عتبہ بن ابی سفیان اموی سے ہوئی تھی (کتاب المحبر ص ۴۴۰)۔

جعفری خانوادہ کی ایک اور دختر جو حضرت جعفرؓ کی سگڑ پوتی تھیں ربیحہ بنت محمد بن علی بن عبداللہ کی پہلی شادی یزید بن ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان سے ہوئی تھی (کتاب المحبر ص ۴۴۰)۔

انہیں ربیحہ کی دوسری شادی بکار بن عبدالملک بن مروان اموی سے ہوئی تھی (کتاب المحبر س ۴۴۰)۔

جعفری خانوادے کی ان سات شادیوں کی ایک خاص تاریخی اہمیت اس لئے ہے کہ واقعہ کربلا کو گزرے ابھی کچھ خاص مدت نہ ہوئی تھی کہ شادیاں منعقد ہوئیں۔

## عباسی خانوادہ:

حضرت عباسؓ کی پوتی لبابہ بنت عبید اللہ کی ایک شادی حضرت ابو سفیان کے ایک پوتے ولید بن عتبہ سے ہوئی جو یزید کے عم زاد بھائی اور اس کے عہد میں مکہ اور مدینہ میں گورنر تھے (زبیری ص ۳۲)۔

دوسرے ہاشمی خانوادوں کی مانند عباسی خانوادی کی ایک دختر کا واقعۂ کربلا کے فوراً بعد یزید اموی کے عم زاد اور اس کے ایک گورنر سے شادی کرنا جب کہ ان کے پہلے شوہر (عباس علوی) اور ان کے ایک بیٹے واقعہ کربلا میں حضرت حسین کی جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہو چکے تھے کافی اہم تاریخی حقیقت ہے۔

انہیں لبابہ کی بہن میمونہ نے ابو السنابل عبد الرحمان اموی سے شادی کی تھی، (زبیری ص ۳۲)۔

مشہور صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی ایک پوتی ریطہ بنت عبید اللہ کی شادی مشہور اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان کے بیٹے عبد اللہ اموی سے ہوئی تھی (زبیری ص ۳۰)۔

محمد بن ابراہیم بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہاشمی نے حضرت عثمان کی ایک پڑپوتی رقیہ صغریٰ بنت محمد الدیباج بن عمرو سے شادی کی تھی (زبیری ص ۱۱۷)۔

یہ ہے عہد اموی کے دوران بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان ازدواجی روابط کی دلچسپ، اہم اور مفصل تاریخ۔ اتنے وسیع تعلقات کے بارے میں بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ وہ نہ تو سیاسی سماجی اور معاشی دباؤ کے تحت قائم ہوئے تھے نہ بے انصافی، ظلم یا جور کے ڈنڈے کے زور سے..... چند معاملات میں تو سیاسی مصالح، وقتی ضرورت یا کسی نوع کی سیاست کارفرما ہو سکتی ہے لیکن اتنے کثیر اور گوناگوں ازدواجی روابط کی اساس صرف ایک ہو سکتی تھی اور تھی وہ اساس تھی'' دونوں قریشی خاندانوں کے درمیان باہمی مفاہمت آپس میں سماجی لحاظ سے ہم مرتبہ اور کفو ہونے کا شعور اور خون کے رشتہ سے پیدا ہونے والی مہر و محبت''۔ یہ درخت اس قدر طاقتور تھا اور اس کی جڑیں زمین میں اتنی گہری پیوست تھیں کہ دولت بنی امیہ کے اواخر اور آغاز دولت بنی عباس میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کی سیاسی رقابت کی زبردست آندھی میں وہ اپنی جگہ کھڑا ہی نہیں رہا بلکہ برگ و بار بھی لاتا رہا۔

## عہد عباسی:

یہ عجیب تاریخی حقیقت ہے کہ عباسی انقلاب کے جلو میں آنے والی حشر سامانیوں نفرتوں اور کدورتوں کے نتیجہ میں اموی خون کے دھارے ابھی بہنا پوری طرح بند نہیں ہوئے تھے کہ ہاشمی اور اموی خاندانوں کی فطری محبت والفت کے سوتے ابلنے شروع ہو گئے۔

دوسرے عباسی خلیفہ ابو جعفر عبد اللہ المنصور نے اپنی خلافت کے دوران کسی وقت خاندان بنو امیہ سے عہد عباسی کی پہلی شادی بنفس نفیس کی بیوی کا نام تھا عالیہ بنت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن خالد بن

اسید اموی (بلاذری چہارم ب ص ۱۶۹)۔

منصور کی ایک اور اموی خاتون سے شادی کا ذکر ابن حزم نے کیا ہے لیکن ان کا نام ذکر نہیں کیا (جمہرہ ص ۱۹)۔

اسی اموی خاتون کی ایک بہن سے منصور نے اپنے بیٹے جعفر کا عقد کیا تھا، (جمہرہ ص ۱۹)۔

طبری کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جعفر کی ایک دختر عالیہ کی والدہ بھی اموی تھیں (طبری ہشتم ۱۰۲) غالباً یہ کوئی اور اموی خاتون رہی ہونگیں! اس لئے کہ ماہرین انساب ان خواتین کے ساتھ اولادوں کا بھی ذکر کرتے ہیں اور یہ نام وہاں نہیں ملتا...... یعنی منصور نے اپنے دوران خلافت چار شادیاں بنوامیہ میں کی تھیں اور یہ ایک بڑی تاریخی حقیقت ہے کہ ابھی نہایت پر آشوب دور کو گزرا کچھ زیادہ زمانہ نہ ہوا تھا۔

منصور کے فرزند اور عباسی خانوادہ کے تیسرے خلیفہ محمد المہدی نے حضرت عثمان کے خانوادہ کی ایک دختر رقیہ بنت عمرو بن خالد بن عبداللہ نے عمرو بن عثمان اموی سے ۱۶۰ھ میں شادی کی تھی (طبری ہشتم ص ۱۳۱)۔

انہیں رقیہ سے بعد میں علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے عقد کرلیا تھا (طبری ہشتم ص ۲۱۹)۔

مشہور عالمی خلیفہ ہارون رشید نے ایک عثمانی اموی خاتون عائشہ بنت عبداللہ سے شادی کی (زبیری ص ۱۱۰)

ہارون رشید کی وفات کے بعد ان کے بھائی منصور بن مہدی نے ان عائشہ بنت عبداللہ سے شادی کرلی تھی (زبیری، ص ۱۱۹)۔

ابن حزم کا بیان ہے کہ ان کے بعد منصور بن مہدی نے ان کی پھوپھی سے شادی کرلی تھی (جمہرہ ص ۷۷)

ممکن ہے کہ عہد عباسی میں ان دونوں خاندانوں کے افراد نے آپس میں مزید شادیاں کی ہوں لیکن ہمیں اس سلسلہ میں مزید معلومات نہیں ہوسکی ہیں، خیال یہ ہوتا ہے کہ اس عہد میں خاص کر عہد متوکل کے بعد سے مؤرخین کی ساری توجہ اندرونی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور سیاسی افراتفری پر رہی کہ یہی ان کی دلچسپ کا محور تھا، اور اس وجہ سے دیگر پہلو چھپ گئے۔

آخر میں ان دونوں خاندانوں کے ازدواجی روابط کا ایک مجموعہ جائزہ لینا ضروری ہے اس سے مختلف ادوار کے سیاسی وسماجی پہلوؤں کا تجزیہ کرنے کا موقع ملے گا۔ تاریخی ترتیب کے مطابق ان ازدواجی روابط کی ابتدا ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب کے ہاتھوں ہوئی جب انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی حرب کے ایک بیٹے سے کی، پھر عہد

جاہلیت میں بنو ہاشم نے تین تین نسبتیں بنوامیہ میں کیں (اور اگر ان کی ایک صاحب زادی کے بنوامیہ کے حلیف سے عقد ہونے کو شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد چار ہو جاتی ہے، یہی چار رشتے عہد جاہلیت میں ہوئے تھے جن میں تین ہاشمی دختریں بنوامیہ میں گئی تھیں اور ایک اموی دختر بنو ہاشم میں آئی تھی یعنی اس وقت تک بالکل مساوی سطح پر قرابت قائم نہیں ہوئی تھی۔

عہد نبوی میں رشتوں کی تعداد بڑھ کر چھ ہوگئی جن میں دونوں خاندانوں کی تین تین دختریں ایک دوسرے کے یہاں منسوب ہوئیں اور اگر حضرت زید (مولائے رسول) کی اموی بیوی حضرت ام کلثوم کو شامل کرلیا جائے تو موی دختروں کی تعداد چار ہو جاتی ہے۔

عہد خلافت راشدہ میں سب سے کم رشتے ہوئے یعنی دو باتیں، لیکن اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ رشتے اپنی اہمیت کے لحاظ سے کسی طرح کم نہ تھے، جو دو براہ رست رشتے ہوئے تھے ان مین ایک حضرت علی کا حضرت امامہ کے ساتھ اور دوسرا حضرت علیؓ کے بڑے بھائی حضرت عقیل کا فاطمہ بنت عتبہ کے ساتھ اور یہ دونوں رشتے بہت اہم تھے، تیسرا رشتہ اگر چہ براہ راست بنوامیہ سے نہ تھا لیکن اس لئے اہمیت کا حامل تھا کہ اس کی رو سے حضرت حسینؓ بنوامیہ کے داماد لگتے تھے، اس زمانے کے تمام رشتوں کا حضرت علی اور ان کے عزیزوں سے متعلق ہونا اگر اتفاق ہے تو بڑا ہی اہم اور تاریخ ساز اتفاق ہے، جس سے اس نظریہ کی جڑ کٹتی ہے کہ اس عہد میں بنوامیہ اور بنو ہاشم خلافت کے مسئلے پر دو متصادم گروہوں میں بٹ گئے تھے۔

اموی دور خلافت میں سب سے زیادہ ازدواجی روابط ہوئے اس دور کے آغاز ہی میں ان کی ابتدا ہوگئی تھی، اپنے مخصوص تاریخی پس منظر میں اس عہد میں حضرت علی کی تین دختروں کا بنوامیہ سے روابط استوار کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے، اسی طرح حسنی اور حسینی خانوادوں کا بنوامیہ کے یہاں سے ازدواجی روابط کا دیگر ہاشمی خانوادوں کے مقابلے میں زیادہ قائم کرنا بڑی اہم تاریخ ساز حقیقت ہے، اس لئے کہ اس سے کچھ ہی پہلے حضرت معاویہ سے بنو ہاشم کے بڑے سنگین قسم کے اختلاف چل چکے تھے پھر بیچ میں یزید بن معاویہ سے بھی ایسے ہی اختلافات ہوئے جن میں سیدنا حضرت حسین کی شہادت بھی ہوگئی تھی۔

بہر کیف! ان صبر آزما اور جاں گسل اعداد و شمار کی مفصل بحث کا لب لباب یہ ہے کہ بنو ہاشم اور بنوامیہ میں ازدواجی تعلقات ہر دور میں قائم ہوتے رہے چاہے ان کا تناسب ہر خاندان کے اعتبار سے کچھ بھی کیوں نہ رہا ہو ان دونوں عم زاد خاندانوں میں الفت و محبت کے رشتے ہمیشہ استوار ہوتے رہے، رہی دونوں کی سیاسی آویزش تو انگریزی کا مشہور مقولہ یاد رکھنا چاہئے کہ '' حکومت و حکمرانی رشتہ داری و قرابت نہیں جانتی''۔